International Journal of Applied Research 2020; 6(10): 221-224

ISSN Print: 2394-7500
ISSN Online: 2394-5869
Impact Factor: 5.2
IJAR 2020; 6(10): 221-224
www.allresearchjournal.com
Received: 30-07-2020
Accepted: 06-09-2020

Dr. Bushra Amjadi
Zakariya Colony, Sadpura Ramna, Muzaffrapur, Bihar, India

Corresponding Author:
Dr. Bushra Amjadi
Zakariya Colony, Sadpura Ramna, Muzaffrapur, Bihar, India

اردوا دب میں حاتم رامپوری کامقام

Dr. Bushra Amjadi

تعارف

آج ڈاکٹر حاتم ماہرؔ رامپوری کو اس عالم آب و گل سے گذرے تین عشرے سے زیادہ کاعرصہ گذ رچکا ہے۔ جو بہا ریونیورسٹی مظفرپور میں اردو ادب خصوصاً اقبالیات کے استاد تسلیم کیئے جاتے تھے اردو تنقید میں اپنی چند قیمتی تخلیقات کے ذریعہ اپنی ایک پختہ کار ناقد کی شبیہ بناچکے تھے، لیکن شعلہ مستعجل ثابت ہوئے اوراپنے عمر کی صرف ۳۸ بہاریں دیکھنے کے بعد اجل کے قاصد نے دنیائے اردو ادب سے ڈاکٹر حاتم رامپوری کوچھین کر عالم آخرت کی طرف پرواز کرگیا جہاں سے دوبارہ کوئی نفس اس عالم آب وگل میں واپس نہیں آتا۔ اس ہلال اردو ادب کو جوبدرمنیر بننے سے پہلے ہی ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ اردو ادب کے حوالے سے ان کی خدمات کاایک مجموعی جائزہ پیش کرنامقصود ہے۔

صوبہ بہار کے اردو ادب کے منظر نامے میں ڈاکٹر حاتم رامپوری کی شخصیت کا یہ المیہ رہا کہ مختصر مدت میں موصوف نے اردو تنقید میں جووقیع خدمات انجام دی اس کی اہل علم ودانش کی طرف سے خاطر خواہ پذیرائی نہ ہوسکی۔ اس المیہ کے اسباب وعلل سے قطع نظر ہم استاد اردو ناقد کی حیثیت سے ان کی مجموعی خدمات کاجائزہ لیں گے۔

اردو کے ایک معتبر ومشفق استاد، ادیب، کہنہ مشق ناقد محقق اور دانش ور جو اگرمطلع ادب پرطلوع ہونے کے فوراً بعد عدم کی وادیوں میں غروب نہ ہوگیا ہوتا تو شاید وہ آج اردو تنقید کی دنیامیں چندے آفتاب اورچندے ماہتاب ہوتااوراپنے وقت کے کتنے آفتاب وماہتاب کی روشنی ا اس کی تابناکی کے سامنے ماند پڑجاتیں۔ اقبالیات کا موضوع ایسابحر بیکراں ہے جس کی گہرائی کااندازہ لگانا کار دشوارہے ۔ اس ادبی سفر کی ہرمنزل کے بعد عبقریت اور دانشوری پناہ مانگنے لگتی ہے۔ستاروں سے آگے کی دنیا کتنی وسیع ہے بڑ اسے بڑ اناقد اس کاصحیح اندازہ نہیں لگاسکتاہے لیکن خد اکا فضل ایسابے بہا ہے جس کو چاہے عطاکردے۔ عقل وشعور اور علم وآگہی کی دولت مشیت ایزدی پرمنحصر ہے جس کو چاہے بخش دے جس کے نتیجہ میں ایک غیر معروف اور دور افتادہ بستی کاگمنام طالب علم بڑے برے دستارو فضیلت والے کو پیچھے چھوڑ کر منزل ادراک کوپالے۔یہ اردو ادب کے ایک ایسے ہی ہونہار

طالب علمی ایک مختصر سی کہانی ہے جودور تک پھیل نہیں پائی اور اس کی علمی وتنقیدی کرنوں کو روشن ہونے سے پہلے ہی فراموش کردیا گیا۔ قدرت نے جس طرح اس طالب علم کو علم وآگہی کاشمع فروزاں عطاکیاتھا اسی طرح اگر عمر فراواں بھی عطا کی ہوتی تو آج شاید پوری دنیاکی اردو ادب کہہ رہی ہوتی کہ یہ توکرشمہ ہے فکرو قلم کا۔ مطالعے اور ریاضت کا کہ ایک جواں سال ناقد نے غیرمعمولی کارنامہ انجام دیا ہے اقبالیات کی دنیامیں اس نے نہ صرف یہ کہ ایک اہم موضوع کو چھولیا بلکہ اس راہ کی سنگلاخ وادیوں اورراہوں کوپانی پانی کردیا ہے۔

اقبال کاتصور بشراور ان کا مرد مومن سے مراد بادی النظر میں وہ مومن ہے جوخودی کے جذبہ اور غیر ت ایمانی، عدالت، شجاعت، صداقت،شرافت اور جملہ مومنانہ صفات سے مزین ہوجو مذکورہ صفات کے علاوہ علم وآگہی کی دولت سے بھی آراستہ ہو جس کا حساس دل ملت اسلامیہ کے لیے دھڑکتاہواورجس کی تمام تر آرزوئیں ملت اسلامیہ کی،سیاسی، معاشرتی، روحانی اوراخلاقی ترقی سے عبارت ہے۔ لیکن اس مثالی مرد مومن کی تمام تر بلندیاں، اس کی گہرائیاں اور اس کی آفاقیت لامحدود اور لامتناہی ہیں جس کی تفسیر اورتفہیم کے لیے ایک عرصہ درکار ہے۔ ڈاکٹر حاتم رامپوری کی تنقیدی تصنیف،تصور”بشر اوراقبال کامرد مومن“ کے بازیافت کے سلسلے میں ڈاکٹر اکمل فصیح لکھتے ہیں جوڈاکٹر حاتم مرحوم کے معاصر اور علاقائی رہے ہیں، وہ ایک دلچسپ واقعہ لکھتے ہیں:

”اقبال کے تصور بشر کی تہہ تک جھانکنے کی مساعی اقبال کے زمانہ حیات سے ہی جاری ہیں اوریہ مسلسل ہمیشہ جاری رہے گا ہم نے اپنی علمی کم مائی گی کے باوجود اقبالیات کے بہت سے ماہرین کو پڑھا اور سمجھنے کی کوشش کی، نہ سمجھ پائے تو مرعوب ہوکر رہ گئے۔ اسے اتفاق ہی کہنا ہوگاکہ ایک دن اچانک ایک پھٹی پرانی گھٹیاسی کتابت،طباعت والی کتاب ہاتھ آگئی۔عنوان دیکھا تو چونک پڑا ”تصور بشراوراقبال کا مردمومن“ مصنف ڈاکٹر حاتم رامپوری۔ یہ والا رامپور نہیں جو اردو کا دبستان کہلاتاہے جہاں کے نوابوں کی سرپرستی

میں ایک سے ایک بڑ ادیب اور شاعر پروان چڑھا جہاں آج بھی علم وادب کے پارکھی موجود ہیں۔جہاں مشاعروں میں شاعر کے نام کو نہیں شعر کو داد ملتی ہے۔“

(چھوٹی عمر کی بڑی کہانی: ڈاکٹرحاتم رامپوری (ایک تاثراتی مضمون) ڈاکٹر اکمل فصیح)

ڈاکٹر فصیح اکمل کے اس اقتباس سے بخوبی اندازہوتاہے کہ قیمتی سے قیمتی کتاب کی خواہ جتنی بھی ناقدری کی جائے اپنے قدردانوں کو تلاش کرلیتی ہے یعنی مشک آنست

کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ اس اہم ترین تنقیدی کتاب کو سمجھنے کے لئے کتاب کے مصنفف ڈاکٹر حاتم رامپوری کے مختصر تعلیمی پس منظر پر بھی روشنی ڈالنا ضروری

ہے۔ ڈاکٹر حاتم کی جائے پیدائش ضلع مشرقی چمپارن (موتیہاری) کے ڈاکخانہ کیسریا کی چھوٹی سی بستی رامپور ہے۔ ڈاکٹر حاتم رامپوری نے بہا ریونیورسٹی مظفر پور سے

اردو اور فارسی سے ایم۔ اے کیابعد ازاں اسی یونیورسٹی سے اردو میں پی۔ایچ۔ڈی کیا۔ یہ کتاب دراصل ڈاکٹر حاتم رامپوری کے پی۔ایچ۔ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے۔ کتاب کے مشمولات، موضوعات اور عصری اہمیت کے پیش نظر دعوے کے ساتھ یہ کہا جاسکتاہے کہ اگر اس مقالے کو دہلی، لکھنؤ، کولکاتہ، ممبئی، الہ آباد، کراچی یالاہور یونیورسٹی میں پیش کیاگیاہوتا تو شاید یہ کتاب آج ایم۔اے کے نصاب میں شامل ہوتی لیکن یہ بلند اور علمی آواز آج شمالی بہار کے ایک شہر مظفرپور تک محدود ہوکر رہ گئی۔

بہا ریونیورسٹی مظفر پور کے پروفیسر اختر قادری یقیناً قابل ستائش اورلائق احترام استاد رہے ہوں گے جنہوں نے اپنے ذہین اور اقبال مند شاگرد کی غیرمعمولی صلاحیت کابخوبی اندازہ کرلیا بقول شاعر ؎

زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے
جوہے پردے میں پنہاں چشم بینا دیکھ لیتی ہے

پارکھی استاد نے جوہر قابل کو پہچان لیااور ''اقبال کے مردمومن'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ کاآغاز ہوگیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر حاتم رامپوری خود لکھتے ہیں۔
''جنوری ۱۹۷۰ کی ایک شام میں استاذی پروفیسر اختر قادری مدظلہ کی قیام گاہ پرعلامہ اقبال کے مثالی انسان مردمومن کے متعلق گفتگو ہورہی تھی۔استاد محترم نے اپنی جورائے پیش کی اس کامفہوم یہ تھا کہ اگر اقبال کے اس تخلیقی پیکر کاتجزیہ مابعد الطبیعات اور الٰہیاتی پس منظر میں پیش کیاجائے ا ور اس کے مردمومن کادنیا کے مختلف مذہبوں،اہم فنکاروں اوردانش وروں کے تصور بشر سے مقابلہ کیاجائے تو بہت مفید ہوگا۔کیونکہ مردمومن کی پیکر تراشی اقبال کے فن کی تجسیم کے مترادف ہے۔ اسی وقت دل ہی دل میں یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ جب کبھی تحقیق کا کام کروں گاتومیرا موضوع یہی ہوگا۔ حسن اتفاق سے ایساہی ہوا۔ تحقیق کی راہوں میں عموماً خارزاروں سے گذرنا پڑتاہے۔ آپ یقین کریں کہ فکر و تخیل کی اس بیکراں وادی میں مجھے پورے پانچ برس تک پگھلنا پڑ الیکن وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوسکاہوں۔''
(پیش گفتار تحقیقی مقالہ بعنوان ''تصور بشر اور اقبال کا مرد مومن) ڈاکٹر حاتم رامپوری)

ڈاکٹر حاتم رامپوری نے اپنے تحقیقی مقالہ کے پیش گفتار میں مذکورہ بالا اقتباس کو شامل کیا ہے جس سے موضوع کی علمی اہمیت اور عصری معنویت کابخوبی اندازہ ہوتاہے یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ کتابی شکل میں شائع نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند کے لئے تحقیقی مقالے کی صورت میں تھی۔ بس پھر کیا تھا علم وادب کے بے پناہ ذوق سے بھرپور طالب علم اقبال کے تصور بشر اور مرد مومن کی تلاش میں سرگرداں ہوجاتاہے یہ موضوع بظاہر سادہ اور اقبال کی شخصیت کے تعلق سے آسان تھا لیکن اس کی گہری معنویت کو وسیع تر تناظر میں اگر دیکھا جائے تو بہت ہی وقیع تھا۔ موضوع کی اس وسعت کے ضمن میں ڈاکٹر فصیح اکمل اپنے ایک تاثراتی مضمون میں یوں رقم طرز ہیں:

''اقبال کے ذہن میں بے پناہ وسعت ہے۔ اس کی عمیق اور عالمگیر فکر کی تہوں میں مختلف فلسفوں کی لہروں کوجھٹکتے ہوئے اسلام کے فکری دھارے ممتاز ونمایاں ہوکر رواں دواں ہیں۔ اسے تاریخ اور مذہب کاگہرا شعور ہے۔ مقصد افراد اور اقوام کی از سر نوتنظیم ہے۔ موجودہ دور میں انسانوں سے مشینیں ہیں۔ جماعت سے ٹوٹا ہوا فرد کٹی ہوئی پتنگ کی طرح بے بسی اور بے جہتی کاشکار ہے اس لیے اقبال کے مرد مومن کاتعارف جدید معاشرے کے لیے بس آدمی کے لیے اہم ہے کیونکہ اقبال اس بے بسی اور بے جہتی کے مفروضے کی نفی کرتاہے اس کے تصور کی دنیا روشنی کے میناروں سے منور ہے۔ جہاں فرد اور جماعت اپنی خودی اور استحکام ذات میں مصروف ہیں اور اس کا رومانی کردار مرد مومن عروج آدمیت کی تمام امکانی حدوں کو چھولینے کاآرزو مند ہے جوخد اکی کائنات کوحسین سے حسین تر بنانا چاہتاہے وہ خود کوتقدیر الٰہی سمجھتاہے اور زمین وآسمان کے ڈانڈے از سر نوملاناچاہتاہے۔''
(چھوٹی عمر کی بڑی کہانی: ڈاکٹر حاتم رامپوری (ایک تاثراتی مضمون) ڈاکٹر فصیح اکمل) فکر اقبال کے اس تناظر میں اب ڈاکٹر حاتم رامپوری کی تنقید بصیرت کاجائزہ لینا قدرے آسان ہے۔ ڈاکٹرحاتم رامپوری اقبال کے تصور بشر کو دنیا کے قدیم اورعظیم فلسفوں کے پس منظر میں تلاش کرتے ہوئے، افلاطون، ارسطو قیٹا غورث، سقراط اور بیگل کے تخلیقی نگارخانوں کی خاک چھانتاہے (افلاطون کا حکیم حکمراں جو بیک وقت صاحب عرفان، باریک بین اور سیاسی بصیرت رکھنے والا انسان ہے ارسطو Magnanimous man یعنی فراخدل انسان کو پرکھتا ہے۔ فلسفہ کے مختلف نظاموں کی بنیاد کو کریدتاہے عہد وسطیٰ کے فلسفیوں اوردانشوروں میں میکاولی سے گذرتے ہوئے برنارڈ شا کے ڈراموں سپر ہیومین(Super human) اور ڈون جون بھی سامنے آتاہے۔ جب وہ نطشے کے فوق البشر کو پرکھتاہے تو اسے محسوس ہوتاہے کہ نطشے کا فوق البشر(Super man) جرمن دانشور گوئٹے کے فاوسٹ سے مستعار لیا گیا ہے اور جس طرح ڈارون انسانی ارتقا کے اصول کو بندر کی ترقی یافتہ شکل سے تعبیر کیا ہے اسی طرح فوق البشر کاکردار بھی اسی شکل میں گھڑ اگیاہے۔ اقبال کا یہ تصور بشر ڈاکٹر حاتم رامپوری کو ہندوستان کے برہمن نظام تک لے جاتاہے۔ چونکہ مصنف ایک خالص ہندوستانی نژاد دانش ورہے اس لیے وہ اقبال کے مردمومن کی تلاش یورپ وایشیاء سے گذرتے ہوئے ہندوستانی فلسفہ سے بھی گذرتاہے فطری طور پرایک ہندوستانی دانش ور اپنے ملکی فلسفہ کویکسر نظرانداز بھی کرسکتاہے جو قدیم زمانے سے ہی ایک عالم کو متاثرکر رہاتھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح کے گوتم بودھ کے نظریاتی دھاروں میں اس تصور کی تمثیلوں کو تلاش کرتاہے۔ بودھ مذہب کے مہایانی فرقہ کا فلسفہ ایک فکری ریگستان سے کم نہیں ہے اس ریگستان میں مصنف کو تصور بشر یا تصور مومن کاکوئی علامت تک نہیں ملا۔ اس دشوار گذار اور سنگلاخ فکری وادیوں سے گذرتے ہوئے اسے ناکامی ہی ہاتھ لگی لیکن وہ مایوس نہیں ہوا اور اپنے تحقیقی سفر کو جاری رکھتے ہوئے وہ جدید دور میں پہنچ جاتاہے اور اردو ادب کایہ حاتم طائی اپنے جستجو کو جاری رکھتاہے اورفکر اسلامی کی طرف متوجہ ہوتاہے۔

اسلامی فلسفے کی تلاش میں وہ ماقبل اسلام کے انسانی تصور پربھی غور فکر کرتاہے جہاں اسے انسان کے تعلق سے کوئی بھی تصور سرے سے مفقود نظرآتاہے اب وہ قرآن وسنت کے وسیع سائے میں مردمومن کو تلاش کرتاہے۔ قرآن کریم اورسنت نبویؐ کی روشنی میں اسے بالآخر اقبال کامثالی انسان نظر آجاتاہے اس ضمن میں کلام اقبال سے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

خاکی و نوری سیاد بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امید قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دلنواز
نرم دم گفتگو گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل وپاکباز
عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
حلقہئ آفاق میں گرمیئ محفل ہے وہ

اس طرح تحقیق کی خاردار وادیوں سے گذرتے ہوئے ڈاکٹر حاتم رامپوری کوقرآن کریم کی نورانی آیات، حضور اکرمؐ کی سیر، صحابہ کرام کی اطاعت،خود سپردگی اورمعصومیت، صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کی روحانیت میں اقبال کے اس بشر کاسراغ اسے مل جاتاہے جس کی تلاش میں وہ سالوں سال سے سرگرداں رہاہے۔

اب مرد مومن کے تفصیلی مطالعہ کے دوران اس کے سامنے مردمومن کے تعلق سے کئی سوالات کھڑے ہوتے ہیں مثلاًمردمومن کی وجہ تسمیہ، اس کا تاریخی پس منظر، اس کی ذہنی نشو نما جو فلسفوں اورنظریوں یاعقائد سے عہد بہ عہد ہوتی رہیں اس کی خصوصیات، خودی کافلسفہ کیاہے؟ اطاعت سے کیامراد ہے؟ ضبط نفس کی تعریف کیاہے؟ نیابت الٰہی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ انفرادی خودی کسے کہتے ہیں؟ اجتماعی خودی کیاہے؟ اس کی پرورش وپرداخت کیسے ہوسکتی ہے؟ خلوت اورکم آمیزی کے کیانتائج مرتب ہوتے ہیں؟ ذوق تصادم میں کیا خطرات درپیش ہوتے ہیں؟ عقل وعشق کے لیے سخت کوشی او رخطر پسندی کی کیاحیثیت ہے؟ نظر کیا چیز ہے؟ فناکیا ہے؟ عمل سے تسخیر کیونکر ممکن ہے؟ تقدیر کے اسرار کیاہیں؟ خیر و شر کی آویزش میں مومن کی کیا شان ہونی چاہئے؟ فقر میں کیا بلندی ہے؟ توحید خالص کیاہے؟ شاہینی، درویشی، قلندری اور شان حریت کیا ہے؟

دوران تحقیق ڈاکٹر رامپوری نے مذکورہ بالا تمام سوالات اٹھائے ہیں اور ان سوالات پربہت ہی دقیق اورمتوازن بحث کیا ہے۔ جس کے ذریعہ موضوع کو فنی مہارت سے سمیٹ کر سمندر کو کوزہ میں بند کرنے کاکام کیاہے اور اقبال کے نظریہ کو آئینہ بناکر دنیا ک یاردو ادب کے سامنے پیش کردیا ہے۔

مرد مومن پرایک اجمالی نظر''کے تحت ڈاکٹر حاتم رامپوری نے مردمومن کے تخلیقی ارتقا سے بحث کی ہے۔ کہ جنت سے آدم کے اخراج کے بعد حضرت آدم مہاجرین بن جاتے ہیں اور ان کی اولاد میں مہاجرت کایہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے اوریہی اولاد آدم ہے جو اپنی دنیا اپنے خون جگر سے تعمیر کرتاہے اس طرح تسخیر کائنات میں مسلسل مشغول ہے۔ جس کے لیے اس نے ذات خداوندی اور ذات محمدیؐ سے اس نے نہ صرف یہ کہ اکتساب کیا بلکہ روشنی بھی حاصل کی اور تب و تاب دوراں سے پختگی حاصل کی اور حکومت الٰہیہ کے قیام کاذریعہ بن گیا۔اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ آج بھی عمل پیرا ہے۔ مردمومن کاحیاتیاتی شعور انسان اور کائنات، انسان اور انسان، انسان اور خداکے رشتوں کی تفصیل اور کتاب فطرت کی تفسیر ہے جسے تاریخ کے آئینہ میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے ا رتقا کی طرح شعور کی تشریح بھی کلام اقبال کے حوالے سے کیاہے جو اقبال کے نظریئے کی توجیہ ہے۔ مرد مومن کی قوتوں کاسرچشمہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسولؐ ہے۔ یہاں مومن کی قوت مقصد حیات کی تکمیل کاذریعہ ہے۔ کلام اقبال اور اس کی تشریح میں سراپا قرآن حدیث کی منظوم تفسیر ہے۔

مرد مومن کی صفات: مومن اس جہان گذران میں سوائے خد ااور اس کے رسول کے سوا کسی کی اتباع نہیں کرتاہے نہ کسی کے سامنے سرجھکاتاہے وہ ہر لمحہ متغیر ہے نیاز اور خداپرست ہے بت شکن ہے، توانا اور بیباک ہے مومن دین فطرت کی تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے اس کے شب و روز کے اوقات خدائی قانون کے مطابق گذرتے ہیں۔ مرد مومن مخلوق کی رحمت کا باعث ہے۔ جب مذکورہ صفات مرد مومن میں پید اہوتی ہیں تو اس میں جبارؔی، قہاریؔ، کریمیؔ اور ستاریؔ کے صفات بھی پید اہوجاتے ہیں اور اس خدائی عطیہ کو اپنے عملی زندگی میں بروئے کار لاتاہے۔ یہ مرد قلندر آرائش عالم پرنظر رکھتاہے اور روحانی قوتوں کاعالم اور زمانے کا ہمسر ہے۔ فرد سے قوم اورافراد سے اقوام تک کانتیجہ فراہم کرتاہے وہ قلب ماہیت بھی عطا کرتاہے وہ اس کے حق میں تنبیہ کے لیے خدائی تازیانہ ہے۔ وہ عقل، عشق، علم اور بصیرت کے دریا میں غوطہ زن

ہے اس کافقر شاہینی ہے، خود اعتمادی، وسعت فکرونظر، آرزوئے قرب الٰہی، قوت تسخیر، قوت عمل اطاعت وپیروی رسولؐ اور عشق رسولؐ۔ نوجوانوں کی اصلاح پر مرد مومن کی ہمیشہ نظر رہتی ہے وہ بے شمار عملی اورروحانی قوتوں کامظہر ہے۔

ڈاکٹر حاتم رامپوری نے اس کتاب میں مردمومن کے مسلک کی جس طرح وضاحت کی ہے اور آدم وابلیس کے کشمکش و تصادم کو جس طرح بیان کیاہے اس سلسلے میں معروف ناقد احمد جمال پاشا اپنے ایک تنقیدی مقالہ میں یوں لکھتے ہیں:

''مرد مومن کامسلک اس تحقیقی مقالے کاتیسرا آبدار پہلو ہے اقبال اس کاجوتخلیقی پیکر پیش کرتے ہیں۔ اس میں وہ ایک عملی کردار کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتاہے۔ فلسفہئ شعر اور رومان کی اس آویزش سے اس کاعملی کردار ابھرتاہے اور حدود شرعیہ کے اندر فعال اور خدا کا بے مثال بندہ ہے اس میں عشق رسول اور اطاعت رسول ہے۔ وہ صاحب ایمان ہوتاہے۔

آدم اور ابلیس ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ اس لئے مردومومن کاسب سے بڑا دشمن شیطان ہے جس کے لیے وہ خداسے قریب سے قیرب ترربنا چاہتاہے یہ دنیا جھگڑے کی جڑہے اس لیے مرد مومن ہر قسم کی لالچ سے بلند ہے۔ مرد مومن معاشر، رنگ،ذات، نسل اور علاقائیت ہر تنگ نظری وتعصب سے بلند ہے اس لیے امت محمدیہ کاوطن سارا جہان ہے کیونکہ ملت ساری دنیامیں پھیلی ہوئی ہے ڈاکٹر حاتم رامپوری نے ''اقبال کے مردمومن'' جوکتاب کا پانچوان باب ہے بڑی مفصل بحث کی ہے اور مردمومن کے اقبال سے متعلق تمام پہلؤں کا بڑی کامیابی سے احاطہ کرلیاہے۔

''مردمومن کاتقابلی مطالعہ'' دراصل ایک مستقل باب ہے جس میں مردمومن کے یونانی تصورات، فیثاغورث، سولن، سقراط، افلاطون اورارسطو کے نظیرہ سے بحث کی گئی ہے یورپ میں میکاولی اور ھیگل کے سیاسی تصورت کو سامنے لایا گیا ہے۔گوئٹے بھی اس کی تلاش میں ہے، جس کی ایک مضحک شکل سرالٹیر کاڈانکو سکروٹ ہے۔مردخدا یاقوت پسند ہیرو کے مختلف پہلؤں پرمختلف ادوار میں حکماء نے زور دیا شاکا ڈون جون بھی اس کی ایک صورت ہے۔ نطشے کافوق البشر ہے جو مقام خداوندی کے حصول میں خداوند تعالیٰ سے برسر پیکار ہی کارلائل کاہیرومیکاویلی اور ھیگل کا مرکب ہے۔ دستور یکی بیدارضمیر ''انسان نما خدا'' کی منزل سے آگے نہیں بڑھ پاتا۔ اسپنگلر کا ہیرو جو عقل سے پید ل ہے یونان سے یورپ تک کوئی مثال اس مقیم مردمومن کی نہیں ملتی جومغرب نہیں مشرق میں ''مرد عارف'' ریگزار عرب سے ترکی اورپھر اقبال کے ہندوستان تک ارتقا کی منزلیں طے کرکے مکمل ہوگیا۔''

(ڈاکٹر حاتم رامپوری کی تصور بشر اوراقبال کامردمومن: تحقیق کی روشنی میں احمدجمال پاشا)

احمدجمال پاشا نے مذکورہ بالا اقتباس میں ڈاکٹر حاتم رامپوری کے تنقیدی بصیرت کا ایک خاکہ پیش کیاہے وہ اپنے میں حقیقت کی غمازی ہے ورنہ ڈاکٹر حاتم رامپوری نے اقبال کے مرد مومن کی جستجو میں مختلف مذاہب، کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ چنانچہ عیسائی مذہب میں کنارہ کشی،ہندو مذہب میں عدم کا تصور،اوراسلام میں انسانی زندگی کے لیے مکمل ضابطہئ حیات موجود ہے۔اقبال کامرد مومن تقریباً قرآن کا ہی مرد مومن ہے۔ ہندوفلسفہ میں اروند وگھوش کا''فوق ذہن'' کی آماجگاہ دماغ ہے۔ عرفان کے بعد وہ شرک میں پھنس جاتاہے۔افعال زندگی کی تلاش ہی اس کا اصل مقصد ہے۔ اقبال ہندی فلسفہ میں سب سے زیادہ اروندوگھوش سے متاثرہوئے ہیں۔ مشرق ومغرب کے تمام فلسفے کی چھان بین کرکے اقبال مرد مومن کی ا صل بنیاد خد ا، رسولؐ اور قرآن وسنت پر استوار کرتے ہیں اس طور پرمرد مومن کے عہد بہ عہد تمام تصورات اورتخیلی پیکروں میں اقبال کامردمومن سب سے زیادہ بھرپور،مکمل اورفعال نظر آتاہے جس کاارد ومیں اقبال سے قبل کوئی تصور ہی نہیں تھا۔

آخر میں ڈاکٹر حاتم رامپوری نے محاکمہ کرکے، ''اقبال کاتصور بشر'' اور ''مرد مومن'' کی بحث کو سمیٹ لیاہے۔ انہوں نے مردمومن کے رجحان، مطمح نظر، دائرہ کار اور عقیدہ سے بحث میں اشعار اورفقری افکار سے بھی اقبال نے مدد لی ہے عالمی سطح پرجن تہذیبوں نے آفاقی سطح پرجتنے مثالی کرداریا ہیرو پیداکیئے۔ ان سب کا موازنہ بھی مردمومن سے کردیا۔ منظم صورت میں مصنف نے اقبال کے افکار پیش کرکے انہوں نے شارحین اقبال کے لئے بڑی آسانی فراہم کردی ہے۔ اس تصور کوسمجھنے کے لیے کہ اس نے صدیوں کاسفر ذہن، سیاسی ثقافتی اورتاریخی انداز سے کس طرح طے کیا اوریہ مکمل شکل میں اقبال کے یہاں جلوہ گر ہوگیا۔ا س لیے کہ اقبال کامردمومن رسول عربیؐ کی بشری خصوصیات کاایک مجمل عکس ہے جوخلفائے راشدین کی ذات میں بھی منعکس ہے۔

ڈاکٹر حاتم رامپوری کا''تصور بشر اوراقبال کا مردمومن'' اقبالیات کے سرمائے میں ایک باوقار اورخوشگوار اضافہ ہے جس کے لئے وہ بجاطو رپرقابل مبارک باد ہیں کہ اقبال پرچند اہم ترین تصانیف میں یہ کتاب بھی شامل ہے جس کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ ارد وکے طالب علموں کوبھی فائدہ ہوگااور اساتذہ کو بھی اس سے رہنمائی ملے گے۔ اس کتاب کی ضخامت ۵۶۷ صفحات پرمشتمل ہے جس میں تلاش کا یہ طویل سفر دنیا بھر کی سینکڑوں کتابوں کے مطالعے اورعطر کشی کے ساتھ جو تحقیقی کام کیا گیاہے اس کاردشوار میں مصنف کو پانچ سال کاطویل عرصہ صرف ہو اہے موضوع کی اہمیت کے پیش نظریہ عرصہ بہت کم ہے ورنہ اقبالیات کے اکثر مستند اورمعتبر ماہرین کوتوایک عمر درکار ہوتی۔

مصنف کی یہ کتاب اس قدر وقیع اورمدلل ہے کہ اگر بڑے پیمانے پراس کی اشاعت ہوئی ہوتی تو ہماری نوجوان نسلوں کے لئے اقبالیات کے باب میں نہ صرف یہ کہ ایک رہنما ہوتی بلکہ اقبالیات کے موضوع پر اسے دستاویزی حیثیت حاصل ہوتی۔

ہر چند کہ حاتم رامپوری نے حیات مستعارسے بہت مختصر عمر پائی لیکن اس مختصر سی مدت میں موصوف نے ا ردو تنقید میں کئی اہم اور مستند کتابیں تصنیف کرڈالیں۔ اقبالیات کی تفہیم میں ان کی اور ایک اور مختصر سی مگر نہایت وقیع کتاب اقبال آشنائی'' کے عنوان سے ہے۔ یہ دراصل اقبال کی شخصیت وشاعری سے متعلق ڈاکٹرحاتم رامپوری کے چند معیاری مقالوں کامجموعہ ہے۔ جو اقبال کی شخصیت پر ریسرچ کرنے والے کے لیے یہ فاضلہ اور استادانہ مقالہ کچھ نئی جہتوں سے آشناکراسکتاہے چنانچہ ''اقبال آشنائی''کے مشمولات میں ایک مقالہ''اقبال کی شاعری میں ڈرامائی عناصر'' کے عنوان سے ہے یہ عنوان اقبال کی شاعری سے متعلق نسبتاً ایک منفرد جہت کو پیش کرتی ہے اور اقبالیات کی تحقیق میں اس مقالے سے کئی نئے دروازے کھلتے ہیں۔پوری شاعری میں اول تاآخر کسی مستقل خیالات یانظریات کامجموعی طور پرمربوط ہونے کو ڈرامائی عناصر سے تعبیر کیا جاتاہے اقبال کی شاعری کایہی وہ پہلو ہے جس پرماہرین اقبالیات نے اب تک کم توجہ دی ہے۔

ڈاکٹر حاتم رامپوری نے غالباً پہلی بار اس جہت کواپنی تنقید وتحقیق کاموضوع بنایا ہے۔ چنانچہ اس مقالے میں ایک جگہ خود ڈاکٹر حاتم رامپوری لکھتے ہیں:

''اقبال کی شاعری میں ڈرامائی عناصر اتنے زیادہ ہیں کہ اس کی شاعری کارخ براہ راست ڈراما کی طرف ہے یوں تو اقبال کی غزلوں میں بھی یہ عناصر موجود ہیں اور مناسب حد تک ہیں لیکن ان کی نظموں میں یہ عناصر بہت ہی نکھر کر ابھر سکے ہیں ''بانگ درا'' سے لے کر ''جاوید نامہ'' تک درجنوں ایسی نظمیں اردو اورفارسی میں موجود ہیں جن میں کرداروں کی تخلیق ہے تو کہیں خوبصورت ڈرامائی فضابندی، کہیں زبردست سچویشن ہے توکسی نظم میں تصادم، تذبذب اور گہری معروضیت موجود ہے اور بعض نظمیں ایسی ہیں جو ڈرامہ کے نقطہ عروج کے ساتھ مکالمہ کی چنگاریوں تصادم،فضابندی کرداروں کی پیکر تراشی اورڈرامے کے تمام فنی لوازمات سے مزین ہیں۔ البتہ اقبال کی زیادہ تر نظموں میں مکالمہ کاحسن نسبتا زیادہ موجود ہے ''جاوید نامہ بہت حد تک ایک منظوم فلسفیانہ ڈرامہ ہے جس میں حیات وکائنات کے اسرار رموز کی تفسیر کے لئے زمین سے آسمان تک کی طنابیں سمیٹ لی گئی ہیں۔ ''بانگ درا''کی مندرجہ ذیل نظموں میں یہ عناصر بفرق تناسب موجود ہیں ''ایک مکڑا اورمکھی''،''ایک پہاڑ اور گلہری''،''ایک گائے اور بکری''، ''پرندے کی فریاد''، خفتگان خاک سے استفسار''،''عشق اورموت''،''سرگذشت آدم''،''ایک پرندہ اور جگنو''، ''طفل شیر خوار''،''حقیقت حسن''،''حسن و عشق''،''شمع اور شاعر''،''خضر راہ''،''میں اور تو''۔ ''بال جبریل'' میں اس سلسلے کی شہکار نظمیں ملتی ہیں جیسے ''پیرومرید''،''جبریل وابلیس''،''ابلیس کی عرضداشت''،''باغی مرید''،''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے''،''فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں''،''ملا اور بہشت''،''پروانہ اور جگنو''،''ذوق وشوق'' اور ''ساقی نامہ'' میں بھی فضابندی کے ساتھ ساتھ خدا خودایک خاموش کردار، ساقی لالہ فام کی حیثیت سے جلوہ گر ہے لیکن ''لینن خدا کے حضور میں'' ایک خوبصورت ڈارامہ ہے ''ضرب کلیم'' میں اقبال کاڈرامائی انداز ان کی شاعری کے ساتھ ساتھ دھیما اورکمزور ہے۔ پھر بھی تقدیر (ابلیس ویزداں) کافرو مومن،ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام قابل ذکر ہے۔''

(اقبال آشنائی ڈاکٹر حاتم رامپوری،ص ۸۹۔۹۰)

مذکورہ بالا اقتباس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتاہے کہ اقبال کی شاعری میں ڈرامائی عناصر پر تحقیق کرکے ڈاکٹر حاتم رامپوری نے اقبالیات کی تقسیم میں نئی وسعتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر حاتم رامپوری ۱۹۴۵ ء میں اس عالم آب گل میں نمودار ہوئے بہا ریونیورسٹی مظفرپور سے اردو وفارسی میں ایم۔ اے کی ڈگریاں لیں ۱۹۷۶ ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کرکے بہا ریونیور سٹی میں لیکچرر ہوگئے اچھے استاد ثابت ہوئے ایک ناقد کی حیثیت سے ارد وڈرامے پرتوجہ کی اردو ڈرامے: ایک تنقیدی جائزہ کے عنوان سے ایک مدلل کتاب پیش کردیا۔ اس موضع پران کی یہ تنقیدی کاوش بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اس ضمن میں صحیح تبصرہ توڈرامے کے ماہرین ہی کرسکتے ہیں۔ مگر میر اخیال یہ ہے کہ اردو ڈرامے کی ہیئت ، اجزائے ترکیبی اور علمی وسماجی اور فکری تلازمات پریہ ایک سیر حاصل بحث ہے جس سے عام قاری بھی اردو ڈرامے کی روح تک رسائی حاصل کرسکتاہے۔ ہوز ور قلم اورزیادہ کے جنون نے حاتم کو خاموش بیٹھنے نہیں دیا۔

موصوف نے طلبہ کے لیے ایک ہندی اردو شبدکوش بھی ترتیب دیا قبل اس کے حاتم کی خداداد ذہانت کی خوشبو بہا رکے سرحدوں سے نکل کر اردو دنیا کو معطر کردیتی بہار کے سرزمین کا یہ ہونہا ردانش ور ایک جان لیوا مرض میں مبتلا ہوکر ۲۲/ ستمبر۱۹۸۳ ء کو اس دارفانی کو خیر آباد کہہ کے دار آخرت کی طرف کوچ کرگیا۔

مجموعی طور پر ڈاکٹر حاتم رامپوری کی شخصیت اردو ادب میں بہت غنیمت رہی اگر ان کی تنقیدی تصانیف کاجائزہ غیرجانبداری کے ساتھ لیاجائے تو ادوادب کا مورخ انہیں ارد وکے صف اول کے ناقدین میں جگہ دے گا۔ اگر قبل ازوقت مشیت ایزدی نے ان کے قلم کو روک نہیں دیاہوتا تو اردو ادب میں ڈاکٹر حاتم رامپوری نہ جانے کیسے کیسے گل بوٹے کھلاتے۔ موصوف کی موجودہ تصانیف تصور بشراور اقبال کامردمومن،اقبال آشنائی،اور اردو ڈرامے ہی اپنی اہمیت اور عصری معنویت کی وجہ سے اردو ادب میں تاقیامت انہیں زندہ رکھیں گے۔اگر ڈاکٹرحاتم رامپوری کی بے وقت جوان سالی میں موت نہیں ہوتی یااردو ادب کو حاتم کے دس بیس سال اورمل گئے ہوتے تو شاید آج عبد المغنی، کلیم الدین احمداورہاب اشرفی کے ساتھ ڈاکٹر حاتم رامپوری کابھی نام لیاجاتایہ کوئی مبالغے کی بات نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر حاتم کے استاد اور آج کے معروف پروفیسر

نجم الہدیٰ آج بھی الحمد للہ بقید حیات ہیں اور وہ ڈاکٹر حاتم کے ادبی کارناموں کے شاھد عدل ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آج نہیں توکل اردو ادب کامورخ ڈاکٹر حاتم رامپوری کے ادبی کارناموں کو نمایاں کرے گا۔